ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت ایمان

وقت 5-7 منٹ

ایمان اور اُس کی ستّر شاخیں

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوۡا وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ (الحجرات:16)

مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے
دل پاک کر دے میرا دنیا کی چاہتوں سے
سُبُّوحیّت سے حصہ سبحان مجھ کو دے دے

(کلام محمود)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيْمَانِ

(صحیح بخاری کتاب الإیمان، باب أمور الإیمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستّر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (یعنی وحدانیتِ الٰہی) کا اقرار کرنا ہے اور ان میں سب سے نچلا درجہ کسی تکلیف دہ چیز کا راستے سے دور کر دینا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک (اہم) شاخ ہے۔

امام ابو بکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”شُعَبُ الْاِیمان“ میں ایمان کی شاخوں میں سے ستتّر (77) شاخیں ذکر فرمائی ہیں۔ یہ شاخیں مختصراً حسب ذیل ہیں:

1: اللہ تعالیٰ پر ایمان۔2: انبیاء ورسل پر ایمان۔3: فرشتوں پر ایمان۔4: قرآن کریم اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان۔5: تقدیر پر ایمان۔6: یوم آخرت پر ایمان۔7: مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان۔8: اس بات پر ایمان کہ مومنوں کا ٹھکانہ جنت اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔9: اللہ تعالیٰ کی محبت پر ایمان۔10: اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے پر ایمان۔11: اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے کے وجوب پر ایمان۔12 اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکّل کرنے کے وجوب پر ایمان۔13: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے واجب ہونے پر ایمان۔14: غلوّ کئے بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور احترام کے واجب ہونے پر ایمان۔15: آدمی کا اپنے دین سے محبت کرنا۔16: طلبِ علم: یعنی دلائل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ، اس کے دین اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کا حصول۔17: علم کی نشر و اشاعت اور لوگوں کو اس کی تعلیم دینا۔18: قرآن کریم سیکھ کر، دوسروں کو سکھا کر، اس کے حدود و احکام کی حفاظت کرکے، اس کے حلال و حرام کی معرفت حاصل کرکے، اس کے متبعین کی عزت و تکریم کرکے نیز اس کو حفظ کرکے اس کی تعظیم کرنا۔19: طہارت و پاکی اور وضو کی پابندی کرنا۔20: پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کرنا۔21: زکوٰۃ ادا کرنا۔22: فرض اور نفل روزے رکھنا۔23: اعتکاف کرنا۔24: خانہ کعبہ کا حج کرنا۔25: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔26: اللہ کی راہ میں مرابطہ (سازوسامان اور ہتھیار لے کر

اسلامی حدود کی نگرانی کرنا)۔27: دشمن کے سامنے ثابت قدم رہنا اور میدان جنگ سے نہ بھاگنا۔28: مال غنیمت حاصل کرنے والوں کا اپنے امام یا اس کے نائب کو مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرنا29: اللہ کی خاطر غلام آزاد کرنا۔30: جنایات (جرائم) پر واجب ہونے والے کفاروں کی ادائیگی جو کتاب و سنت میں چار ہیں: قتل کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، قسم کا کفارہ اور ماہِ رمضان (کے دن) میں بیوی سے ہمبستری کرنے کا کفارہ۔31: معاملات (عہد و پیمان) کو پورا کرنا۔32: اللہ پاک کی نعمتوں کا شمار اور اس پر واجب شکر گزاری۔33: غیر ضروری (لایعنی) چیزوں سے زبان کی حفاظت کرنا۔34: امانتوں کی حفاظت اور انہیں ان کے مستحقین کو ادا کرنا۔35 کسی جان کے قتل اور اس پر ظلم کرنے کو حرام جاننا۔36: شرمگاہوں کی حفاظت اور ان میں لازم عفّت و عصمت اختیار کرنا۔37: حرام اموال سے ہاتھ روک لینا، اور اس میں چوری 'رہزنی' رشوت خوری اور شرعاً ناجائز مال کھانے کی حرمت وغیرہ شامل ہے۔38: کھانے پینے میں احتیاط کا وجوب اور کھانے پینے کی ناجائز اشیاء سے اجتناب۔39: حرام اور مکروہ لباس 'وضع قطع اور حرام کردہ برتنوں سے اجتناب کرنا۔40: شریعتِ اسلامیہ کے مخالف کھیل کود اور تفریحی اشیاء کو حرام جاننا۔41: خرچ میں میانہ روی اپنانا اور باطل طریقہ سے مال کھانے کو حرام جاننا۔42: بغض و حسد سے اجتناب۔43: لوگوں کی عزت و ناموس کی حرمت اور ان میں نہ پڑنے کا وجوب۔44: اللہ پاک کے لئے اخلاص عمل اور ریاکاری سے اجتناب۔45: نیکی پر مسرّت و شادمانی اور گناہ پر رنج و غم (کا احساس)۔46: توبۂ نصوح (خالص توبہ) سے ہر گناہ کا علاج کرنا۔47 : تقربِ الٰہی کے اعمال، اجمالی طور پر یہ ہَدی، قربانی اور عقیقہ ہیں۔48: اولو الامر (ائمہ 'امراء اور حکام) کی اطاعت۔49: 'جماعت' کے عقیدہ و منہج کی پابندی۔50: لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنا۔51: بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔52: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون۔53: شرم و حیا۔54: والدین کے ساتھ حسن سلوک۔55: صلہ رحمی (رشتہ جوڑنا)۔56: حسن اخلاق۔57: غلاموں کے ساتھ حسن سلوک۔58 غلاموں پر ان کے آقاؤں (مالکان) کے حقوق۔59: اہل و عیال اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی۔60: دین داروں سے قربت، ان سے محبت اور ان سے سلام و مصافحہ کرنا۔61: سلام کا جواب دینا۔62: بیمار کی عیادت کرنا۔63: اہل قبلہ میں سے مرنے والوں پر نماز جنازہ کی ادائیگی۔64: چھینکنے والے کو جواب دینا(یعنی اس کے "الحمدللہ" کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا)۔65: کفار اور فسادیوں سے دوری اختیار کرنا اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرنا۔66: پڑوسی کی عزت کرنا۔67: مہمان کی عزت و تکریم۔68: گنہگاروں کی پردہ پوشی کرنا۔69: مصائب پر صبر اور جن لذتوں اور خواہشات کی طرف نفس کا میلان ہوتا ہے، ان سے رک جانا۔70 دنیا سے بے رغبتی اور قلّتِ آرزو۔71: غیرت کا مظاہرہ اور بے جا نرمی سے پرہیز۔72: غلوّ سے اجتناب۔73: سخاوت و فیاضی۔74: چھوٹے پر شفقت اور بڑے کا احترام۔75: باہمی اختلافات کی اصلاح۔76: آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اس کے لئے اس چیز کو ناپسند کرے جسے خود اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔77: اس میں راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی شامل ہے جس کی طرف (ایمان کی شاخوں والی) حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سامعین! مندرجہ بالا حدیث کے مطابق ایمان کی ستّر سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔ یہ مضمون اتنا طویل ہو سکتا ہے کہ شاید مواد کو کنٹرول اور سکیڑ کر بیان کرنے سے بھی 10 کے قریب تقاریر تیار ہو جائیں۔ اس تناظر میں یہ پہلی کڑی "ایمان اور اس کی شاخیں" کے بارے میں ہے یعنی ایمان کیا ہے اور اُس کی شاخوں سے کیا مراد ہے۔

ایمان کے لغوی معنی یقین رکھنا اور اصطلاحی معنی زبان اور قلب سے کسی امر کی تصدیق کرنا اور اسے قبول کرنا ہے اور شاخوں سے مراد عقائد و اعمال اور اخلاق ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محفل میں حضرت جبرائیلؑ انسان کی شکل میں متمثّل ہو کر آئے اور آپؐ سے سوالیہ رنگ میں پوچھنے لگے کہ اے محمدؐ! "ایمان" کسے کہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر، اُس کے رسولوں پر، آخرت پر، خیر اور شر کی تقدیر پر، ایمان لانے کو "ایمان" کہتے ہیں۔(ان چھ امور کو ارکانِ ایمان کا نام دیا گیا ہے)

(حدیقۃ الصالحین حدیث:166)

سامعین! اگر اِن معنوں کو سامنے رکھ کر اسلام کی تعلیمات کا احاطہ کیا جائے تو تمام بنیادی اسلامی تعلیمات اور فروعات کو حرزِ جان بنانا، اُن پر عمل کرنا ایمان کا حصہ ہے کیونکہ ہم ابھی سُن آئے ہیں کہ ایمان، زبان سے اقرار اور اُن اقوال کو عملی شکل دینے کا نام ہے۔ ہر فعل اور عمل سے قبل اقرار ضروری ہے۔ خواہ وہ دل ہی میں ہو۔ اس لئے ایمان کے معنی اس قدر وسیع ہیں کہ تمام اسلامی امور پر احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اسلام پر ایمان لانے والا "مؤمن" کہلاتا ہے اور مؤمن کی تعریف کرتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یَّامَنُہُ النَّاسُ کہ مومن وہ ہے کہ جس سے تمام لوگ امن میں رہیں۔

(سنن ابن ماجہ حدیث 3934)

ایک اَور مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایمان" کو دِل کی معرفت قرار دیتے ہوئے زبان سے اقرار اور اسلام کے ارکان پر عمل کا نام دیا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث:167)

انسان اپنی مادّی پونجی اور اپنے سرمایہ کی حفاظت کرتا ہے۔ انسان کو اپنی روحانی پونجی اور سرمایہ کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ایک مؤمن اس فکر میں رہتا ہے کہ جس طرح مَیں بطور تاجر اپنے سرمایہ کو بڑھانے کی سوچ رکھتا ہوں جس کے لئے مَیں تگ ودَو بھی کرتا ہوں۔ اسی طرح روحانی سرمایہ کو بھی مجھے روحانی تجارت پر لگانا چاہیے۔ تاکہ وہ بھی بڑھتا رہے اور میرے روحانی سرمایہ میں اضافہ ہو اور ثواب و اجر زیادہ ملے۔ ایک مؤمن کے روحانی سرمایہ کو ہم مختلف نام دے سکتے ہیں۔ لیکن ایک وسیع اور بلیغ معنوں میں اگر روحانی پونجی اور سرمایہ کو کوئی نام دیا جاسکتا ہے تو وہ "ایمان" کا لفظ ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن بیان فرمودہ الفاظ پر اگر غور کریں تو ایمان کو مذہبِ اسلام کی تمام تعلیمات پر فوقیت حاصل ہے۔

ستّر(70) کا لفظ دنیا کی معروف زبانوں میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے مائیں اپنے بچوں کو کوئی بات کثرت سے کہیں جو گنی نہ جاسکے تو وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے تمہیں ستّر بار کہا ہے یعنی کثرت سے کہا ہے۔ یہ کثرت اَنگنت ہوتی ہے۔ ویسے بھی یہ معنیٰ فرمانِ رسولؐ کے الفاظ سے بھی عیاں ہوتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا 70 سے اوپر شاخیں ہیں یعنی اَنگنت شاخیں ہیں۔ جس میں ایمان باللہ کو سرفہرست رکھا اور ادنیٰ ترین شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا قرار دیا۔

"شاخ" کے لفظ پر اگر غور کریں تو "ایمان" ایک ایسا وسیع و عریض سدا بہار درخت ہے جس کی بے شمار شاخیں ہیں جو اوّل تو گنی نہ جاسکیں اور دوم۔ اُن پر خوشبودار، ذائقہ دار، مزے دار اور مٹھاس سے بھرپور پھل لگے جس سے مؤمن فائدہ اُٹھائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں شاخ کا لفظ بولا ہے ٹہنی کا نہیں حالانکہ ٹہنی بھی تو درخت کا حصّہ ہوتی ہے لیکن وہ مُردہ ہوتی ہے، اُس کے اندر جان نہیں ہوتی، وہ پھل وپھول نہیں دیتی، وہ درخت سے غذا نہیں لیتی اور flexible نہ ہونے کی وجہ سے مڑتی نہیں اور اپنی اکڑ قائم رکھتی ہے گویا اطاعت اور فرنبرداری کا مادّہ نہیں رکھتی۔ جبکہ شاخ سرسبز وشاداب ہوتی ہے۔ اپنی ماں یعنی Base سے غذا حاصل کرکے نہ صرف سرسبز رہتی ہے بلکہ پھل دیتی ہے جو دیکھنے والوں کو بَھلی محسوس ہوتی ہے اور اپنے مختلف ومزیدار ذائقوں والے پھلوں سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں اور جس طرف چاہیں مڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے یعنی اطاعت کرنا جانتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایمان اور اعمال کو شاخیں قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایمان اور اعمال کی مثال قرآن شریف میں درختوں سے دی گئی ہے۔ ایمان کو درخت بتایا ہے اور اعمال اس کی آبپاشی کے لئے بطور نہروں کے ہیں۔ جب تک اعمال سے ایمان کے پودہ کی آبپاشی نہ ہو اس وقت تک وہ شیریں پھل حاصل نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 225-226 ایڈیشن 2016ء)

پھر آپؑ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو! جب مالی بوٹا لگاتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے۔ اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے اس لیے ایمان کی تکمیل کے لیے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہوجائیں گے اور وہ غائب وخاسر رہ جائیں گے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 296۔ حاشیہ ایڈیشن 2022ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان اور عمل، قول وفعل میں مطابقت کو نہایت پیارے انداز میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ جن میں سے چند ایک ارشادات کو اپنی اِس تقریر میں بیان کر رہا ہوں۔ اوپر بیان فرمودہ دو ارشادات میں آپؑ نے ایمان کو عمل کے بِنا ایک مُردار اور ایسا درخت قرار دیا ہے جس کو نیک اور صالح اعمال کا پانی سیراب نہ کر رہا ہو اور اُس کے سڑنے اور گلنے کے امکانات موجود ہوں۔ گویا اعمال ایسا پانی ہے جو ایمان کو ہرا بھرا رکھتا ہے۔ اِس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے ایمان کو اپنے اعمال سے جو اُس کی شاخیں ہیں، سجائیں۔ اللہ کی طرف جھکیں، نمازیں پڑھیں، تلاوتِ قرآن کیا کریں۔ اللہ کی مخلوق سے پیار اور محبت سے پیش آئیں۔ بالخصوص اپنے اہل خانہ اور عزیز واقارب سے شفقت اور محبت کا سلوک کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آج کے دور میں غیروں کے نزدیک تو غیر مسلم ٹھہرے ہی ہیں اپنے اعمال نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے دربار میں بھی اسلام کو اپنی طرف منسوب نہ کرسکیں۔

سامعین! ہم ایمان اور درخت کی بات کر رہے تھے۔ دنیا میں جو درخت لگائے جاتے ہیں یا فصل بوئی جاتی ہے۔ کھیت یا درخت کا مالک اُن کو بھیڑ بکریوں، چرند پرند اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف حیلے اور جتن کرتا ہے۔ ننھے مُنّے پَودوں کے ارد گرد باڑ لگاتا ہے۔ بعض جگہوں میں کسی بوسیدہ انسانی قمیص کو لکڑی کی صلیب بنا کر اس پر لٹکا دیا جاتا ہے تا پرندے اور دیگر جانور اُسے انسان سمجھ کر فصل کے قریب نہ جائیں۔ نیز ہمارے ایشین معاشرے میں اگر پودے قیمتی ہوں تو اُن کے ارد گرد گملوں کی طرز پر اینٹوں سے دیوار بنائی جاتی ہے اور اِن پَودوں کو، فصلوں کو آندھی اور تیز بارش سے بچاؤ کے سامان کئے جاتے ہیں۔ الغرض جس قدر پودا قیمتی ہوگا یا وہ چیز قیمتی ہوگی اُسی قدر اُس کی حفاظت کے سامان زیادہ کئے جاتے ہیں۔ روحانی دنیا میں ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ ''ایمان'' بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ہمیں وہ تمام طریق آزمانے چاہئے جو قرآن واحادیث میں بیان ہوئے ہیں اور آج کے دَور میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے خلفاء ہمیں اس حوالہ سے توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ رمضان میں ایک خطبہ کے دوران فرمایا تھا کہ چوہے وہیں نقب لگاتے ہیں جہاں گودام میں قیمتی اناج پڑا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایمان کی حفاظت اور سلامت رکھنے کے لئے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات حب دنیا کا غلبہ بھی سلب ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہی نہ رہے یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ، درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ کے فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 526، ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 9 جون 1922ء کو ایک خطبہ جمعہ میں ایمان کی حفاظت کا مضمون بیان فرمایا تھا۔ آپؓ اِس خطبہ میں فرماتے ہیں:

''عقلمندوں کا قاعدہ ہے کہ اپنی ہر ایک چیز کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی غفلت نہیں کرتے اور ہر ایک شخص سوائے مجنون کے اپنی چیز کی نگہداشت کرتا اور نقصان سے بچاتا ہے۔ ایک زمیندار کھیت میں بیج بونے سے لے کر غلّہ گھر لے جانے تک حفاظت کرتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ ایمان کا بیج ایسا ہے جس کو بو کر اکثر لوگ مطمئن ہو جاتے ہیں اور اس کی حفاظت کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ درخت لگاتے ہیں اُس کی حفاظت کرتے ہیں، کھیت بوتے ہیں اُس کی حفاظت کا سامان کرتے ہیں، مکان بناتے ہیں اس کی نگرانی کرتے ہیں مگر ایمان کی کھیتی ہی ایسی ہے جس کی حفاظت نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر کھیتی تباہ ہو جائے، کسی کے کھلیان جل کر راکھ ہو جائیں تو وہ کسی سے قرض لے کر گزارہ کر سکتا ہے اور ایمان ایسی چیز ہے کہ کسی سے قرض نہیں ملتا نہ کسی کا ایمان کسی دوسرے کے لئے کفایت کر سکتا ہے... ایمان کا پودا ایسا ہے کہ اس کو بو کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اِس کی حفاظت کی فکر نہیں کی جاتی۔ بہت لوگ ہیں جو ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب ایمان حاصل ہو جائے تو اِس کی حفاظت کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے آپ کو ایمان حاصل کرنے کے بعد محفوظ خیال کر لیتے ہیں۔ حالانکہ نازک وقت یہی ہوتا ہے جب ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ کئی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جو ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ کہیں شیطان ایمان پر حملہ کرتا ہے۔ کہیں کوئی اپنے فائدہ کے لئے اس کے ایمان کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ کہیں کچھ لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے اس کے ایمان کے درپے ہوتے ہیں۔ مگر بہت لوگ ہیں جو اِن حملوں سے غافل ہیں اور نہیں سوچتے کہ متاعِ ایمان جب گم ہو جائے تو پھر اِس کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ دیکھو! خدا تعالیٰ نے جہاں ایمان کے حصول کی دعا سکھلائی وہاں اس کی حفاظت کی بھی دعا سکھلائی ہے۔ چنانچہ جہاں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ آیا ہے وہیں یہ بھی ہے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ بہت لوگ ایمان حاصل کرتے ہیں مگر اس کی حفاظت نہیں کرتے اور کافر مر جاتے ہیں۔''

(الفضل 15، جون 1922ء)

سامعین! ایمان کے مختلف Stages اور درجات ہوتے ہیں۔ پہلے تو ایک بیج ہوتا ہے جو کسی نبی کی آمد یا خلیفہ کے چناؤ کے وقت انسان کے دل میں بویا جاتا ہے۔ اس کیفیت میں اِس کے ضائع ہونے کے امکانات ذرا کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخالفین کو دکھائی کم دیتا ہے تاہم اس کی حفاظت بہر حال ضروری ہے۔ لیکن جب یہ بیج دل کی کھیتی میں کونپل بن کر نمودار ہوتا ہے اور فصل بننے کی طرف ایک قدم آگے بڑھاتا ہے تو پھر اِس کی حفاظت کی طرف توجہ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ اب یہ دشمنوں کی نظر میں آجاتا ہے۔ وہ اِس کی بیخ کُنی کے لئے کوششیں بھی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب فصل بسا اوقات تیز بارش یا تیز آندھی سے زمین پر لیٹ جاتی ہے اور پھر کچھ وقت کے بعد وہ کھڑی ہو کر لہلہانے لگتی ہے اِسی طرح ایمان کم ہوتا اور بڑھتا بھی ہے۔ ایک دفعہ صحابہؓ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا یہ مسئلہ لے کر حاضر ہوئے کہ حضورؐ! ہمارا ایمان کم بھی ہوتا ہے جس پر ہم فکر مند ہوتے ہیں اور جب آپؐ کی محفل میں ہوں تو ایمان بڑھ بھی جاتا ہے۔ اِس لئے آج کے دَور میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اندر موجود نہیں تو ہمیں آپؐ کے ورثہ میں چھوڑی ہوئی باتوں اور چیزوں کی جلو میں رہنا چاہیے۔ جیسے قرآن کریم کے مطالعہ، تلاوت کی

مسلسل کوشش کرنی چاہیے اور کَانَ خُلُقُہُ القُرآنِ کے تحت ہمیں اپنے اخلاق کو قرآن کریم میں بیان اخلاق جیسا کرنا چاہیے تا ہم اپنے آقا و مولا حضرت **محمد مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں سورۃ الانفال آیت 3 میں تلاوت قرآن سے ازدیادِ ایمان کا ذکر فرمایا ہے۔

سامعین! اسی طرح ایمان میں بڑھوتری کے لئے خلافت کی آغوش میں رہنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی اُس نبوّت کا تتمّہ ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔ اِس لئے اِس خلافت کو خلافت علی منہاج النبوۃ بولا گیا ہے۔ پھر ایمان کی حفاظت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ نماز کا قیام ہے جس سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ ایمان اور مومن کا تعلق زیادہ تر حقوق العباد سے ہے۔ اِس لئے معاشرہ میں بسنے والے ہر شخص سے نرمی، خوش خلقی سے پیش آنا ضروری ہے۔ اگر ہمارا رویّہ کسی سے غیر اسلامی ہے تو ہم اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی سزا کی پاداش میں ہیں جب تک وہ شخص ہمیں معاف نہیں کر دیتا جس کے ساتھ ہم نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ اِس لئے ہم سب پر ایمان کی نہ صرف حفاظت لازم ہے بلکہ ہمیں کوشش کرنی ہے کہ ہر وہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر عمل پیرا ہوں جس سے ہمارا ایمان پنپے، بڑھے اور نشو و نما پائے تا ہمارا خاتمہ بالخیر ہو اور ہم جب اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے جا رہے ہوں تو وہ ہم سے راضی ہو اور اپنی محبت کی بانہوں میں ہمیں لپیٹ لے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا پر ایمان لانا ہے جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو! اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جاویں تو وہ آنکھوں سے بد نظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جاویں یا شہوانی قویٰ کاٹ دیئے جاویں۔ پھر وہ گناہ جو اُن اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پھر نہیں دیکھتا۔ کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ان ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہیے اور ہماری جماعت کو اسی کی ضرورت ہے اور اطمینان کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان حاصل کریں۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 244-245، ایڈیشن 1984ء)

تقریر کے آخر پر لفظِ ”ایمان“ اور ”مومن“ کی طرف لوٹتے ہوئے قرآن کریم کے حوالہ سے ذکر کر دیتا ہوں تا ایک بار پھر ”ایمان“ کی حفاظت کے لئے اُس کے معانی ذہنوں میں اجاگر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا اِس امر کی تنبیہ فرمائی ہے کہ ایمان کے بعد کفر پر آنا بہت گھاٹے اور نقصان کا سودا ہے۔ ایمان کے بعد فسوق کی طرف نہ لوٹنے کا حکم ہے۔ ایمان کو ظلم سے نہ ملانے کا ارشاد ہے۔ ایمان کو بڑھانے والوں کو بشارات کی نوید دی گئی ہے جبکہ ایمان کی طرف توجّہ نہ دینے والوں کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سامنا کرنے کا ذکر ہے۔

بس ہمارا ایمان ”**اللہ ہے**“ کے مشاہدہ پر یقین پر ہو۔ ہمارا ایمان اُن مشاہدات کے مجموعہ کا نام ہو جو ہم روزانہ دنیا میں دیکھتے ہیں جیسے آگ بھسم کرتی ہے۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کونین بخار کو ہلکا کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا اللہ پر یہ یقین کامل ہو کہ وہ ہمارے ایمان کو بڑھائے گا اور اُسی طرح ہمیں جنت میں لے جائے گا جس طرح صحابہؓ کو لے گیا تھا۔

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” ایمان کیا ہے؟ یا حقیقی مومن کون ہے؟ اس کی گہرائی میں جب ہم جائیں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کیا ہمارا ایمان اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی ایمان کہلا سکے؟ یا کیا ہم حقیقی مومن کے زُمرے میں آتے ہیں؟ ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں شامل کیا جنہوں نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں سیدھے راستے پر رکھنے اور حقیقی مومن بننے کے لئے بے شمار اور مختلف ذریعوں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ پس یہ وہ ایمان ہے جو ہمیں کامل الایمان بنائے گا۔ فاسقانہ اعمال کے بارے میں تو کسی احمدی کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن اگر ہمارے اخلاق میں ادنیٰ سی بھی کمزوری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ہمیں اپنی حالت کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان میں کمزوری پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن ہمارا ہر عمل اور فعل اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو پھر ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کمزوریاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرماتا چلا جائے گا اور یہی بات پھر ایمان میں مضبوطی بھی پیدا کرتی ہے۔ ہم اگر آپس کے روزمرہ کے تعلقات نبھا رہے ہیں، خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے حق ادا کر رہے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنانے والی ہوں گی۔ پس ان معیاروں کو حاصل کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عمل جان بوجھ کر ایک انسان نہیں کرتا لیکن غفلت اور سستی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس میں عبادت کی ادائیگی میں کمزوری بھی ہے اور دوسری ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تمہارے فرائض ہیں، انہیں پورا کرو۔ اگر انسان لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے انہیں پورا نہیں کرتا تو آہستہ آہستہ یہ چیزیں پھر ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس ایک احمدی کو ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی نیکی سے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے غفلت برتنا یا ان کے کرنے میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ 17؍ اکتوبر 2008ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔ اور جب یہ خوبصورتی اور فیض رسانی ہو تو پھر دنیا بھی متوجہ ہوتی ہے اور اس کے گرد جمع بھی ہوتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے پھر کوشش بھی کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو صرف ایمان میں مضبوطی کا نہیں کہا بلکہ تقریباً ہر جگہ جہاں ایمان کا ذکر آیا ہے ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ جوڑ کر مشروط کیا اور یہ حالت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ یہ حالت مومنوں میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمانے کے نبی کے ساتھ تعلق بھی پیدا ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بڑے گروہ ہیں جو دین کے نام پر اور ایمان کے نام پر اپنی مضبوط جڑوں کا اظہار کرتے ہیں لیکن ہو کیا رہا ہے؟ ان کی نہ صرف آپس میں نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور ایک گروہ دوسرے گروہ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہے جائز ناجائز طریقے سے، ظلم سے، وہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے بلکہ غیر مسلم بھی پریشان ہو کر ان کی وجہ سے اسلام سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ وہ مذہب جس نے غیر مسلموں کی محبتوں کو سمیٹا اور مسلمان حکومتوں کی حفاظت کے لئے غیر مسلم بھی مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ غیروں کو تو کیا کھینچنا ہے خود مسلمانوں کی آپس کی حالت اعمال صالحہ کی کمی کی وجہ سے قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی (الحشر: 15) کا نظارہ پیش کر رہی ہے۔ دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں۔ آج ان صحیح اعمال کی تصویر پیش کرنا ہر احمدی کا کام ہے جس نے زمانے کے امام اور نبی کو مانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی وہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز، خوبصورت اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقیقی اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی طرف ترغیب دلائی، زور دیا، توجہ دلائی، اُس کی اہمیت واضح کی۔

پس یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز و خوبصورت ہیں اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو دیکھ کر دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو... پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ سرسبز شاخیں بن جائے۔ سرسبز شاخوں کے خوبصورت پتے بن جائے۔ اُن پر لگنے والے خوبصورت پھول اور پھل بن جائے۔ جو دنیا کو نہ صرف خوبصورت نظر آئے بلکہ فیض رساں بھی ہو۔ فیض پہنچانے والا بھی ہو۔ ورنہ ایمان و یقین میں کامل ہونا بغیر عمل کے بے فائدہ ہے... ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلے اور شہر اور اپنے

ملک میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہر قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 19ء ستمبر 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف سچا ایمان نصیب کرے بلکہ زندگی کے آخری دم تک ایمان پر قائم بھی رکھے۔ آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿